ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

AIOU LIBRARY aioulibrary.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 2906

Program: BS (Islamic Studies)

Semester: Autumn 2026

WhatsApp Orders: +92 324 5836626

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ ـــشعبہ حدیث وعلوم حدیث

کوڈ: مطالعہ مصادر حدیث I(2906)

سطح: بی ایس (علوم اسلامیہ) ـــکریڈٹ: 3

سمسٹر: خزاں 2026ء

امتحانی مشق نمبر1

کل نمبر: 100 ـــکامیابی کے نمبر: 50

AIOU LIBRARY aioulibrary.com

Reference &For Study —ASSIGNMENT GUIDE SOLVED

نوٹ: یہ حل شدہ گائیڈ صرف مطالعہ اور رہنمائی کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ سے گزارش ہے کہ وہ نصابی کتاب کے متعلقہ حصوں کا مطالعہ کر کے مفاہیم اچھی طرح سمجھیں اور امتحانی مشق اپنے الفاظ اور اپنے اندازِ تحریر میں لکھیں، کیونکہ ہو بہو نقل کی گئی مشق قواعد کے مطابق قابلِ قبول نہیں ہوتی۔

شفافیت کا نوٹ: اس گائیڈ میں کتبِ حدیث کی احادیث کی تعداد، ابواب کی ترتیب اور روایات کے نمبرات عام علمی حوالوں کے مطابق تقریبی طور پر دیے گئے ہیں؛ مختلف مطبوعہ ایڈیشنوں میں گنتی اور نمبر بندی میں معمولی فرق معروف ہے، اس لیے حتمی حوالے کے لیے اپنے نصابی ایڈیشن سے تصدیق کر لیں۔ جن سوالات میں کسی کتاب سے احادیث لکھنے کا تقاضا ہے، وہاں اسی کتاب میں ثابت شدہ مشہور و مستند احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے اور ان کا ترجمہ و تشریح اپنے الفاظ میں پیش کی گئی ہے۔ دینی احکام کے عملی اطلاق اور فتویٰ سے متعلق امور میں اہلِ علم اور مستند علماء سے رجوع کیا جائے؛ یہ گائیڈ خالص علمی و تدریسی مقصد کے لیے ہے۔

کورس کا تعارف اور اس مشق کا جائزہ

مطالعۂ مصادرِ حدیث I (2906) بی ایس علومِ اسلامیہ کا تین کریڈٹ کا کورس ہے جو طالب علم کو حدیث کے بنیادی مصادر یعنی ان عظیم کتابوں سے متعارف کراتا ہے جن پر پورا ذخیرۂ حدیث کھڑا ہے۔ امتحانی مشق نمبر 1 میں پانچ سوالات ہیں اور ہر سوال بیس نمبر کا ہے: امام بخاری کے حالاتِ زندگی اور صحیح بخاری کا تعارف، جامع ترمذی کا تعارف و خصوصیات، سنن ترمذی سے تین احادیث بمع ترجمہ و تشریح، مستدرک حاکم کا تعارف اور امام حاکم کی شخصیت و علمی مقام، اور سنن نسائی سے تین احادیث بمع ترجمہ و تشریح۔ اس ترتیب سے یہ مشق مصنفین کی سیرت، کتب کی خصوصیات اور منتخب متون کے مطالعے کو یکجا کرتی ہے۔ اس گائیڈ میں ہر سوال کا جواب تعارف، ذیلی عنوانات، جدول یا خاکے اور اختتام کے ساتھ مفصل انداز میں دیا گیا ہے تاکہ طالب علم نہ صرف امتحانی مشق مکمل کر سکے بلکہ مصادر کو سمجھنے کا صحیح اسلوب بھی سیکھ سکے۔

سوال نمبر 1 (20 نمبر)

سوال: امام بخاریؒ کے حالاتِ زندگی اور صحیح بخاری کا تفصیلی تعارف لکھیں۔

تعارف

علمِ حدیث کی تاریخ میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کا نام سب سے نمایاں اور سب سے زیادہ احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ آپ وہ محدث ہیں جن کی مرتب کردہ کتاب صحیح بخاری کو امت نے قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح کتاب قرار دیا اور جن کی ذات کو امیر المؤمنین فی الحدیث کے خطاب سے یاد کیا گیا۔ سوال کے دو حصے ہیں: پہلے امام بخاری کے حالاتِ زندگی یعنی پیدائش، خاندان، تعلیم و تحصیلِ علم، اساتذہ و تلامذہ، اسفار، ذہانت و حفظ، اخلاق و زہد، آزمائش اور وفات کا جائزہ لیا جائے گا، اور پھر ان کی عظیم تصنیف صحیح بخاری کا تفصیلی تعارف پیش کیا جائے گا جس میں کتاب کا مکمل نام، سببِ تالیف، مدتِ تالیف، شرائط، ترتیب و ابواب بندی، احادیث کی تعداد، تراجم الابواب کی خصوصیت، شروحات اور امت میں اس کا مقام شامل ہو گا۔ یہ دونوں حصے مل کر اس لیے اہم ہیں کہ کتاب کی عظمت کو سمجھنے کے لیے مصنف کی شخصیت اور اس کے علمی معیار کو جاننا ضروری ہے، اور مصنف کی سیرت کا بہترین اظہار خود اس کی کتاب ہے۔

امام بخاری کا نام، نسب، پیدائش اور خاندان

امام بخاری کا پورا نام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ بخاری ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور نسبت بخاری ہے، جو آپ کے آبائی شہر بخارا کی طرف ہے، جو موجودہ ازبکستان کا مشہور تاریخی شہر اور اس زمانے میں علم و تمدن کا بڑا مرکز تھا۔ آپ کی ولادت 13 شوال 194ھ کو جمعہ کے دن بخارا میں ہوئی۔ آپ کے پردادا مغیرہ نے بخارا کے گورنر یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا، اسی نسبت سے آپ کو جعفی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد اسماعیل بن ابراہیم اپنے زمانے کے معروف محدث تھے جنہوں نے امام مالک اور حماد بن زید جیسے اکابر سے حدیث حاصل کی تھی؛ اس طرح امام بخاری کو علمی ماحول گھر ہی سے ملا۔ والد کا انتقال آپ کے بچپن میں ہو گیا اور آپ کی پرورش آپ کی والدہ نے بڑی توجہ، دینداری اور دعاؤں کے ساتھ کی۔ تذکروں میں مذکور ہے کہ بچپن میں آپ کی بینائی متاثر ہوئی اور والدہ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی۔ یہ واقعہ مستند سوانحی روایات میں بیان ہوتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت کی تعمیر میں گھر کی دینی فضا اور ماں کی تربیت کا بڑا دخل تھا۔ معاشی لحاظ سے والد نے حلال مال چھوڑا تھا جس سے آپ کو تحصیلِ علم کے طویل اسفار میں کسی دنیاوی محتاجی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

تحصیلِ علم، اسفار اور اساتذہ

امام بخاری نے علم کا آغاز اپنے شہر بخارا ہی سے کیا۔ کہا جاتا ہے کہ دس، گیارہ برس کی عمر سے آپ حدیث کی مجالس میں حاضر ہونے لگے اور بچپن ہی میں آپ کی غیر معمولی ذہانت ظاہر ہو گئی؛ مشہور ہے کہ کم سنی میں آپ نے مجلس میں بعض اسماء کی تصحیح کر دی تھی جس پر اہلِ علم حیران رہ گئے۔ 210ھ میں آپ والدہ اور بڑے بھائی احمد کے ساتھ حج کے لیے مکہ مکرمہ گئے؛ حج کے بعد بھائی واپس آ گئے مگر آپ طلبِ علم کے لیے حرمین ہی میں ٹھہر گئے۔ اس کے بعد آپ نے حدیث کے تمام بڑے مراکز کا سفر کیا: مدینہ منورہ، بغداد، بصرہ، کوفہ، شام، مصر، خراسان اور حجاز کے شہروں میں بار بار آئے گئے، اور خود آپ کے بیان کے مطابق آپ نے ایک ہزار سے زائد شیوخ سے حدیث لکھی۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین، قتیبہ بن سعید، مکی بن ابراہیم اور ابو عاصم ضحاک بن مخلد جیسے جلیل القدر محدثین شامل ہیں۔ اسحاق بن راہویہ سے اس واقعے کا تعلق بھی انہی مجالس سے ہے کہ انہوں نے خواہش ظاہر کی تھی کہ کوئی ایسی کتاب مرتب کرے جس میں صرف صحیح احادیث

ہوں۔ آپ کے تلامذہ میں امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن خزیمہ جیسے ائمہ شامل ہیں، جو آپ کی علمی مجلس کی وسعت اور اثر کا واضح ثبوت ہے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران آپ نے اپنی مشہور کتاب التاریخ الکبیر روضۂ نبوی کے قریب بیٹھ کر مرتب کی، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صرف ناقل نہیں بلکہ فنِ رجال کے امام بھی تھے۔

حفظ و ذہانت، عبادت و اخلاق اور آزمائش

امام بخاری کے حفظ کے واقعات سوانحی کتب میں کثرت سے مذکور ہیں۔ بغداد میں آپ کا مشہور امتحان لیا گیا کہ دس محدثین نے دس دس احادیث کی اسناد و متون بدل کر سوالات کیے اور آپ نے ہر حدیث کو اصلاح کر کے اصل سند و متن کے ساتھ واپس کیا، جس پر اہلِ علم نے اس پر آپ کے حفظ کا اقرار کیا۔ آپ خود فرماتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں، جس سے مراد اسناد و طرق کی کثرت ہے۔ ظاہری حفظ کے ساتھ ساتھ آپ کی زندگی زہد، تقویٰ، نماز و روزے کی پابندی اور دنیا سے بے رغبتی سے عبارت تھی؛ آپ خود کبھی کسی کی غیبت نہ کرتے اور فرماتے تھے کہ مجھے امید ہے اللہ مجھ سے غیبت کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا کیونکہ میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔ زندگی کے آخری دور میں بخارا کے حاکم کے ساتھ ایک اصولی اختلاف پر آپ کو شہر چھوڑنا پڑا؛ حاکم چاہتا تھا کہ آپ اس کے گھر آ کر اس کی اولاد کو پڑھائیں، آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ علم کے لیے لوگوں کو آنا چاہیے، علم خود چل کر دروازوں پر نہیں جاتا۔ اس کے بعد آپ سمرقند کے قریب خرتنگ نامی بستی میں مقیم ہوئے اور وہیں یکم شوال 256ھ کو عید الفطر کی رات آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی عمر تقریباً باسٹھ برس تھی اور مزار خرتنگ ہی میں ہے۔ یہ انجام خود آپ کے اس اصول کی عملی تصویر ہے جس پر آپ نے اپنی کتاب کی بنیاد رکھی تھی: حق کی بات میں کسی دنیاوی طاقت کی پروا نہیں۔

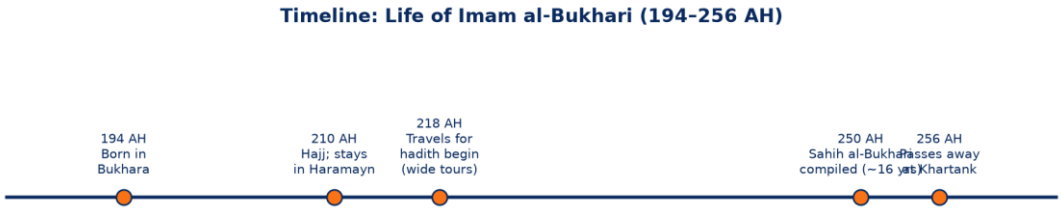

خاکہ 1: امام بخاری کی زندگی کی اہم منزلیں (194ھ تا 256ھ) — خاکے کے نام تکنیکی ضرورت کے تحت انگریزی رسم الخط میں ہیں

صحیح بخاری کا تعارف: نام، سببِ تالیف اور مدت

صحیح بخاری کا اصل اور مکمل نام الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ ہے۔ اس نام کے ہر لفظ میں کتاب کی نوعیت پوشیدہ ہے: جامع کا مطلب ہے کہ یہ عقائد، احکام، اخلاق، سیرت، مغازی، تفسیر اور مناقب سمیت دین کے تمام بڑے شعبوں پر مشتمل ہے؛ مسند کا مطلب ہے کہ اس کی احادیث متصل سندوں سے مروی ہیں؛ صحیح کا مطلب ہے کہ مصنف نے اپنے نزدیک صرف صحیح احادیث جمع کی ہیں؛ اور مختصر کا مطلب ہے کہ یہ انتخاب ہے، پورا ذخیرہ نہیں۔ سببِ تالیف کے بارے میں دو باتیں مشہور ہیں: ایک یہ کہ آپ کے استاد اسحاق بن راہویہ نے ایسی کتاب کی تمنا ظاہر کی جس میں صرف صحیح احادیث ہوں اور یہ بات آپ کے دل میں جم گئی؛ دوسری روایت میں ایک خواب کا ذکر ہے جسے آپ نے امام کی خدمت میں پیش کیا اور اس کی تعبیر کتاب کی تالیف ہی سے دی گئی۔ آپ نے اس کتاب کی تالیف میں تقریباً سولہ سال صرف کیے اور روایت ہے کہ آپ نے اسے چھ لاکھ احادیث کے ذخیرے میں سے منتخب کر کے مرتب کیا، اور ہر حدیث درج کرنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھتے اور استخارہ کرتے تھے۔ یہ اہتمام اس بات کی دلیل ہے کہ مصنف کے نزدیک یہ محض علمی کام نہیں، دینی امانت تھی۔

امام بخاری کی شرائط اور کتاب کی ترتیب

محدثین نے امام بخاری کی شرائط کو سب سے سخت قرار دیا ہے۔ سند کے اتصال کے لیے آپ کے نزدیک صرف معاصرت یعنی راوی و مروی عنہ کا ایک زمانے میں ہونا کافی نہیں، بلکہ ان کی ملاقات اور سماع کا ثبوت بھی مطلوب ہے؛ یہی نکتہ امام بخاری اور امام مسلم کی شرط میں مشہور فرق ہے۔ اس کے علاوہ راوی کا عادل، ضابط، غیر شاذ اور غیر معلل ہونا آپ کے معیار کا حصہ ہے۔ کتاب کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہے: آغاز کتاب بدء الوحی سے ہوتا ہے، پھر کتاب الایمان، العلم، الوضو، الغسل، الحیض، التیمم، الصلاۃ اور اس کے بعد زکاۃ، حج، صوم، بیوع اور آخر میں کتاب التوحید تک دین کے تمام شعبے آتے ہیں۔ کل کتب کی تعداد نوے کے لگ بھگ اور ابواب یعنی تراجم کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے؛ مختلف ایڈیشنوں میں شمار میں معمولی اختلاف معروف ہے۔ صحیح بخاری کی سب سے نایاب خصوصیت اس کے تراجم الابواب ہیں، یعنی باب کے

عنوانات، جن میں امام نے اپنی فقاہت کا خزانہ سمو دیا ہے؛ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ امام بخاری کی فقہ ان کے تراجم میں ہے۔ بسا اوقات ایک باب کا عنوان خود ایک فقہی مسئلے کا جواب ہوتا ہے اور کبھی عنوان میں وہ نکتہ بیان ہوتا ہے جو آگے آنے والی احادیث سے مستنبط ہوتا ہے۔

جدول 1: صحیح بخاری کا اجمالی تعارف

پہلو	تفصیل
مصنف	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ تا 256ھ)
مکمل نام	الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ
مدتِ تالیف	تقریباً سولہ سال
انتخاب کا ماخذ	روایات کے مطابق تقریباً چھ لاکھ احادیث کے ذخیرے سے انتخاب
احادیث کی تعداد	مکررات سمیت تقریباً 7563؛ مکررات کے بغیر تقریباً 2602 (ایڈیشن کے فرق کے ساتھ)
خاص خصوصیت	سخت شرائط، ثابت شدہ سماع کی شرط، فقہی تراجم الابواب
امت میں مقام	اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب

صحیح بخاری کی شروحات اور امت میں مقام

امت نے صحیح بخاری کو جو قبولِ عام بخشا اس کی مثال کم ملتی ہے۔ اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ صحیحین یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث امت نے تلقی بالقبول کے ساتھ قبول کی ہیں۔ صحیح بخاری پر درجنوں شروحات لکھی گئیں جن میں امام ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری سب سے مفصل اور مشہور شرح ہے، امام عینی کی عمدۃ القاری اور قسطلانی کی ارشاد

الساری بھی اسی سلسلے کی اہم کڑیاں ہیں۔اس کے علاوہ کتاب کے مختصرات، رجال پر کتب اور تراجم پر مستقل تصانیف کا ایک بڑا سلسلہ وجود میں آیا۔عوام وخواص میں کتاب کی تعظیم کا یہ عالم رہا کہ اس کے ختم کی مجالس، مشکل اوقات میں اس کے پڑھنے کا معمول اور مساجد و مدارس کے نصاب میں اس کی شمولیت عام رہی؛البتہ طالب علم کو یہ اعتقادی و علمی مقام تاریخی و علمی حیثیت سے سمجھنا چاہیے کہ کتاب کی صحت کا یہ دعویٰ محدثین کے اس اجتماعی علمی فیصلے پر مبنی ہے کہ اس میں درج احادیث مصنف کی سخت شرائط پر پوری اترتی ہیں۔دورِ حاضر میں بھی دنیا بھر کے مدارس میں دورۂ حدیث کے ۔ں میں صحیح بخاری کا مکمل درس دیا جاتا ہے اور اس پر تحقیقی کام مسلسل جاری ہے۔

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری کی زندگی طلبِ علم میں سفر، غیر معمولی حفظ، بے مثال پرہیز گاری اور حق پر ثابت قدمی کی روشن داستان ہے، اور صحیح بخاری اسی شخصیت کا علمی شاہکار ہے جس نے سولہ سال کی محنت، سخت ترین شرائط اور منفرد فقہی تراجم کے ساتھ دین کے تمام شعبوں کی صحیح احادیث کو ایک جامع کتاب میں جمع کر دیا۔یہی وجہ ہے کہ امت نے اس کتاب کو قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح کتاب قرار دیا اور چودہ صدیوں سے یہ کتاب علمِ حدیث کی بنیاد سمجھی جاتی ہے۔مصادرِ حدیث کے مطالعے میں اس کتاب اور اس کے مصنف کا تعارف اس لیے سب سے پہلے آتا ہے کہ باقی تمام کتب کا معیار اسی ترازو پر پرکھا جاتا ہے۔

سوال نمبر2 (20نمبر)

سوال: جامع ترمذی کا تعارف اور خصوصیات تحریر کریں۔

تعارف

جامع ترمذی صحاحِ ستہ یعنی حدیث کی چھ مستند ترین کتابوں میں شامل وہ ممتاز تصنیف ہے جو حدیث اور فقہ دونوں کا حسین امتزاج ہے۔اس کے مصنف امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ (209ھ تا279ھ) امام بخاری کے ممتاز شاگرد اور اپنے عہد کے بڑے محدث و ناقد تھے۔ترمذ موجودہ ازبکستان و تاجکستان کی سرحد پر واقع دریائے جیحوں

کے کنارے آباد مشہور شہر ہے جس کی نسبت سے آپ ترمذی کہلائے۔ سوال کا تقاضا ہے کہ پہلے جامع ترمذی کا تعارف پیش کیا جائے یعنی مصنف کا مختصر تعارف، کتاب کے نام کی بحث، اس کی ترتیب و حجم اور پھر اس کی خصوصیات کو مفصل انداز میں بیان کیا جائے۔ جامع ترمذی کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ اس میں محض حدیث نقل نہیں کی گئی بلکہ ہر حدیث کے بعد اس کے درجے، اس باب میں صحابہ و فقہاء کے عمل اور ائمہ کے اقوال کی نشاندہی بھی کی گئی ہے، جس کی بنا پر یہ کتاب محدثین کے ساتھ فقہاء کے لیے بھی یکساں مفید ہے اور اسی بنا پر اسے سنن کے بجائے جامع کا درجہ دیا جاتا ہے۔

مصنف کا مختصر تعارف اور کتاب کے نام کی بحث

امام ترمذی 209ھ میں ترمذ کے قریب ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔ آپ نے خراسان، حجاز، عراق اور دیگر مراکزِ علم کا سفر کر کے حدیث حاصل کی؛ آپ کے اساتذہ میں امام بخاری سرِ فہرست ہیں جن سے آپ نے طویل عرصہ استفادہ کیا، اس کے علاوہ امام مسلم، قتیبہ بن سعید اور اسحاق بن راہویہ جیسے ائمہ سے بھی روایت کی۔ کہا جاتا ہے کہ زندگی کے آخری حصے میں آپ کی بینائی چلی گئی تھی مگر حافظہ اور علمی مشغلہ برقرار رہا۔ 279ھ میں ترمذ ہی میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی دیگر تصانیف میں الشمائل النبویہ یعنی شمائل ترمذی دنیا بھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ و عادات پر سب سے مقبول کتاب ہے، اور کتاب العلل اور التاریخ بھی آپ سے منسوب ہیں۔ جامع کی نسبت کتاب کے نام میں اہلِ علم کے یہاں دو مشہور نام ہیں: الجامع الکبیر اور الجامع الصحیح؛ اسی طرح اسے سنن ترمذی بھی کہا جاتا ہے۔ محققین کی رائے ہے کہ اس کا زیادہ مناسب نام جامع ہے کیونکہ سنن عام طور پر صرف احکام کی احادیث پر مشتمل ہوتی ہیں جبکہ اس کتاب میں احکام کے علاوہ تفسیر، عقائد، مناقب، سیر، فتن، زہد اور رقاق کے ابواب بھی ہیں جو جامع کی علامت ہیں۔ موجودہ مطبوعہ صورت میں کتاب تقریباً چھیالیس کتب اور سینکڑوں ابواب پر مشتمل ہے اور اس کی احادیث کی تعداد عام شمار کے مطابق تقریباً 3956 بیان کی جاتی ہے، البتہ ایڈیشنوں کی نمبر بندی میں اختلاف معروف ہے۔

جامع ترمذی کی ترتیب واسلوب

جامع ترمذی کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہے۔ کتاب کا آغاز کتاب الطہارۃ سے ہوتا ہے، پھر صلاۃ، زکاۃ، صوم، حج کے بعد بیوع، نکاح، حدود اور سیر و جہاد جیسے احکامی ابواب آتے ہیں، اور آخری حصوں میں تفسیر، دعوات، مناقب اور دیگر موضوعات شامل ہیں۔ ہر کتاب کے اندر احادیث ایک ایسی ترتیب سے لائی گئی ہیں کہ پہلے اصل اور قوی ترین حدیث پیش کی جاتی ہے اور اس کے بعد اس باب کی دیگر روایات یا شواہد آتے ہیں۔ امام ترمذی کا خاص اسلوب یہ ہے کہ وہ ایک حدیث بیان کرنے کے بعد اکثر اس کی سند و درجے پر کلام کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے یا حسن غریب ہے، اور بعض یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس باب میں فلاں فلاں صحابی سے بھی روایت ہے۔ آخر میں بہت سے ابواب میں اہلِ علم کا عمل بیان کرتے ہیں کہ فقہاء و مجتہدین میں سے کس نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا اور کس نے دوسری رائے اختیار کی۔ کتاب کے آخر میں شامل کتاب العلل در حقیقت اسناد و رجال پر مصنف کی اپنی تنقیدی بحث ہے جو فنِ علل کا اہم ماخذ شمار ہوتی ہے۔ یہی جامع اسلوب اس کتاب کو عام قاری، طالب علم اور عالم، تینوں کے لیے کارآمد بناتا ہے۔

خصوصیات: ہر حدیث کے درجے کا بیان

جامع ترمذی کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ امام ترمذی تقریباً ہر حدیث کا درجہ خود بیان کرتے ہیں۔ اس کتاب سے اصطلاحاتِ حدیث کی ایک نئی اور عملی صورت سامنے آئی: صحیح، حسن، ضعیف اور غریب کی تقسیم کے ساتھ حسن صحیح اور حسن غریب جیسی مرکب اصطلاحات کا باقاعدہ استعمال سب سے پہلے اور سب سے منظم انداز میں یہی کتاب پیش کرتی ہے۔ حسن کی اصطلاح کو باقاعدہ فنّی مقام دینے کا سہرا عموماً امام ترمذی ہی کے سر باندھا جاتا ہے۔ اس خصوصیت کا فائدہ یہ ہے کہ قاری کو ہر روایت کا مقام فوراً معلوم ہو جاتا ہے اور اسے محدثین کی کتب کی طرف لمبی تلاش نہیں کرنی پڑتی۔ یہ بھی اہم ہے کہ امام ترمذی جہاں کسی روایت پر ضعف کی نشاندہی کرتے ہیں وہاں اکثر اس کا سبب بھی واضح کر دیتے ہیں کہ فلاں راوی پر کلام ہے یا سند میں انقطاع ہے۔ بعض مقامات پر آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے مگر اہلِ علم کا عمل اس پر ہے، جس سے

طالب علم کو یہ سمجھ آتا ہے کہ فقہی عمل اور حدیثی درجہ دو الگ مباحث ہیں اور دونوں کا فرق اسی کتاب نے سب سے واضح انداز میں سکھایا ہے۔ علل و اسناد کی یہی باریکی اس کتاب کو درس و تحقیق میں ہمیشہ زندہ رکھے ہوئے ہے۔

خصوصیات: فقہی مباحث اور مذہب کا بیان

دوسری بڑی خصوصیت اس کتاب کا فقہی رخ ہے۔ امام ترمذی محدث ہونے کے ساتھ واقعۃً فقہی ذوق کے حامل تھے، اس لیے اکثر ابواب کے آخر میں آپ بیان کرتے ہیں کہ اس مسئلے میں صحابہ، تابعین اور ائمہ کا عمل و فتویٰ کیا ہے؛ آپ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ کے اقوال نام لے کر نقل کرتے ہیں اور کبھی اہلِ کوفہ یا اہلِ مدینہ کی رائے کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح ایک ہی باب میں طالب علم کو حدیث، اس کا درجہ اور اس پر عمل کرنے والے ائمہ کی فہرست ایک ساتھ مل جاتی ہے، جو مطالعۂ فقہِ حدیث کے لیے غیر معمولی آسانی پیدا کرتی ہے۔ اسی خصوصیت کی بنا پر علماء نے فرمایا ہے کہ جامع ترمذی مجتہد کے لیے کافی اور مقلد کے لیے بے نیاز کر دینے والی کتاب ہے، یعنی مجتہد کو اس میں دلائل اور مذاہب کا مواد ملتا ہے اور عام مقلد کو اپنے عمل کی دلیلی بنیاد معلوم ہو جاتی ہے۔ مزید برآں کتاب میں اختلافِ رواۃ کی نشاندہی، اقوالِ صحابہ و آثار کی فراہمی اور باب میں موجود دیگر اسناد کی طرف اشارات اسے ایک تحقیقی ذخیرہ بنا دیتے ہیں۔ دیگر خصوصیات میں شمائل جیسے موضوعات سے الگ، تفسیر کے ابواب میں اسبابِ نزول و مفاہیم کی روایات، کتاب الدعوات میں مسنون دعاؤں کا بڑا انتخاب، اور آخر عمر کی نابینائی کے باوجود ضبط و اتقان کی حفاظت شامل ہیں، جن پر محدثین نے ہمیشہ رشک کیا ہے۔

جدول 1: جامع ترمذی کی نمایاں خصوصیات

خصوصیت	وضاحت
ہر حدیث کا درجہ	صحیح، حسن، غریب اور مرکب اصطلاحات کے ساتھ روایت کا مقام خود مصنف بیان کرتے ہیں

ابواب کے آخر میں صحابہ وائمہ کے اقوال وعمل کی نشاندہی	فقہی عمل کا بیان
راویوں پر کلام، اسناد کی علتوں کی نشاندہی اور آخر میں کتاب العلل	علل کی بحث
احکام کے ساتھ تفسیر، عقائد، مناقب، زہد ورقاق اور دعوات کے ابواب	جامعیتِ موضوعات
وفی الباب کے الفاظ کے ساتھ اسی مضمون کی دیگر روایات کی طرف اشارہ	باب کی دیگر اسناد

جامع ترمذی کا مقام اور شروح

صحاحِ ستہ میں جامع ترمذی کو وہ مقام حاصل ہے کہ بعض علماء نے اسے صحیحین کے بعد اور بعض نے سنن ابی داؤد کے ہم پلہ رکھا ہے؛ جہاں تک استعمال و تدریس کا تعلق ہے یہ کتاب دنیا بھر کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس پر اہم شروحات میں عارف باللہ ابن العربی مالکی کی عارضۃ الاحوذی، علامہ مبارکپوری کی تحفۃ الاحوذی اور دیگر معاصر شروح شامل ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ کتاب میں ضعیف روایات بھی موجود ہیں مگر امام ترمذی کا حسنِ انتظام یہ ہے کہ وہ ان کا درجہ چھپاتے نہیں بلکہ بتا کر آگے بڑھتے ہیں، اس لیے اس کتاب سے استدلال کرتے وقت مصنف کے بیان کردہ درجے کی طرف نظر رکھنا ہر طالب علم کے لیے ضروری ہے۔ اسی علمی دیانت نے اس کتاب کو ناقدانہ مطالعے کی بہترین تربیت گاہ بنا دیا ہے۔

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ جامع ترمذی امام ترمذی کی وہ تصنیف ہے جس میں حدیث کی روایت، اس کے درجے کی تنقید اور اس پر فقہی عمل کی تاریخ تینوں ایک ساتھ جمع ہو گئی ہیں۔ ہر حدیث کے بعد حکم لگانا، حسن کی اصطلاح کو فنّی مقام دینا، ائمہ کے مذاہب کی نشاندہی اور علل کی بحث اس کتاب کی امتیازی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر یہ صحاحِ ستہ میں ایک الگ اور نمایاں مقام رکھتی ہے۔ مصادرِ حدیث کے طالب علم کے لیے اس کتاب کا مطالعہ اس لیے ناگزیر ہے کہ یہ صرف احادیث کی کتاب نہیں بلکہ حدیث کو سمجھنے اور پرکھنے کی عملی کتاب بھی ہے۔

سوال نمبر 3 (20 نمبر)

سوال: سنن ترمذی کی کوئی سی تین احادیث ترجمہ و تشریح کے ساتھ لکھیں۔

تعارف

اس سوال میں جامع یا سنن ترمذی سے کوئی سی تین احادیث ترجمہ و تشریح کے ساتھ لکھنے کا تقاضا ہے۔ اس گائیڈ کے لیے ایسی تین مشہور اور مستند احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے جو باقاعدہ جامع ترمذی میں موجود ہیں اور جن کا مضمون اخلاق و معاملات اور عقیدہ و ایمان سے متعلق ہے: پہلی حدیث رحمت و شفقت کے بارے میں ہے جس کے الفاظ الراحمون یرحمہم الرحمن سے شروع ہوتے ہیں، دوسری حدیث حسنِ اخلاق کو ایمان کی تکمیل کی علامت قرار دیتی ہے، اور تیسری حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دی گئی اس عظیم نصیحت پر مشتمل ہے جس میں توحید، حفاظتِ الٰہی، دعا اور تقدیر کے اہم اصول بیان ہوئے ہیں۔ ہر حدیث کے ذیل میں پہلے اس کا مقام و درجہ مختصراً بتایا جائے گا، پھر اردو ترجمہ پیش کیا جائے گا اور پھر تشریح میں مشکل الفاظ کا مفہوم، حدیث کا پس منظر، اس سے نکلنے والے اصول و سبق اور طالب علم کے لیے عملی رہنمائی بیان ہو گی۔ یہ بھی نوٹ رہے کہ احادیث کے نمبرات مطبوعہ ایڈیشن کے مطابق دیے جا رہے ہیں جن میں ایڈیشن کے فرق سے معمولی تبدیلی ممکن ہے؛ تشریح خالص علمی و اخلاقی دائرے میں ہے اور کسی مسئلے میں حتمی فتویٰ اہلِ علم سے لیا جائے۔

پہلی حدیث: رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے

متنِ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمن رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ یہ حدیث جامع ترمذی کے کتاب البر و الصلہ میں آئی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے؛ یہی مضمون سنن ابی داؤد میں بھی موجود ہے۔ ترجمہ اوپر متن کے ساتھ ہی درج کر دیا گیا ہے تاکہ طالب علم عربی عبارت اور اردو مفہوم کو ساتھ ساتھ پڑھ سکے۔ تشریح: اس حدیث میں رحمت کو اللہ تعالیٰ کی خاص صفت رحمنیت سے جوڑا گیا ہے۔ الراحمون جمع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جن کی عادت ہی مخلوق پر شفقت و مہربانی کرنا ہو، نہ کہ اتفاقی طور پر کسی

ایک موقع پر مہربانی کرنے والا۔ زمین والوں میں انسان بھی شامل ہیں اور جانور و دیگر مخلوقات بھی؛ یعنی رحم کا دائرہ صرف اپنے گھر والوں یا ہم مذہبوں تک محدود نہیں بلکہ ہر ذی روح اور خصوصاً ہر انسان شامل ہے۔ آسمان والے سے مراد اللہ تعالیٰ ہے جو علو و بلندی میں ہے، جس کا ارشاد اس کی شان کے لائق ہے۔ اس حدیث سے یہ اصول ملتا ہے کہ اللہ کی رحمت کا حصول مخلوق کی خدمت و خیر خواہی سے جڑا ہے۔ جو دوسروں کی تکلیف دور کرتا ہے اللہ اس کی تکلیف دور فرماتا ہے۔ یہ سبق استاد کے لیے طالب علم پر شفقت، تاجر کے لیے گاہک سے نرمی، افسر کے لیے ماتحت سے حسنِ سلوک اور عام زندگی میں کمزور و محتاج کی مدد کی صورت میں ہر جگہ نافذ ہوتا ہے۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ اس حدیث کو محض یاد نہ کرے بلکہ اسے اپنی معاشرتی زندگی کا اصول بنا کر اس کی تشریح لکھے۔

دوسری حدیث: کامل ترین ایمان حسنِ اخلاق والے کا ہے

متنِ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان اس کا ہے جو ان میں سب سے اچھے اخلاق والا ہو، اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہوں۔ یہ حدیث جامع ترمذی کے کتاب الرضاع میں آئی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ترجمہ متن کے ساتھ درج ہے۔ تشریح: اس حدیث کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ ایمان کا کمال صرف عقیدے کی درستگی یا عبادات کی کثرت سے نہیں ماپا جاتا بلکہ اخلاق اس کا لازمی جزو ہے۔ حسنِ خلق میں سچائی، امانت، نرمی، برداشت، وعدے کی وفا، زبان کی حفاظت اور لوگوں کو تکلیف نہ دینا سب شامل ہیں۔ اگر عبادت بکثرت ہو مگر پڑوسی اس کی زبان و ہاتھ سے محفوظ نہ ہو تو حدیث کی روشنی میں ایمان کی تکمیل میں کمی ہے۔ حدیث کے دوسرے حصے نے گھریلو زندگی کو اخلاق کا اصل امتحان قرار دیا ہے، کیونکہ گھر وہ جگہ ہے جہاں انسان کی اصل طبیعت ظاہر ہوتی ہے اور طاقت و اختیار کے باوجود نرمی اختیار کرنا ہی حقیقی حسنِ اخلاق ہے۔ اپنی عورتوں سے مراد بیوی، ماں، بہن، بیٹی اور اہلِ خانہ ہیں جن کے ساتھ حسنِ سلوک کو خیر و بہتری کا معیار ٹھہرایا گیا۔ اس حدیث سے طالب علم کے لیے دو سبق نکلتے ہیں: پہلا یہ کہ اخلاق کو دین سے الگ سمجھنا غلط ہے، اخلاق خود دین کی روح ہے؛ دوسرا یہ کہ مزاج کی درستگی، زبان کی نرمی اور گھر والوں سے اچھا برتاؤ علمی ترقی کے ساتھ ساتھ سیرت کی ترقی کا بھی تقاضا ہے۔ اس تشریح میں نوٹ رہے کہ اہلِ خانہ کے حقوق کی تفصیل فقہ و اخلاق کی مستقل بحث ہے، جس کا حوالہ مخصوص موقع پر اہلِ علم سے لیا جائے۔

تیسری حدیث: اے لڑکے! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں

متنِ حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر تھا، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں: اللہ کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا؛ اللہ کی حفاظت کرو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے؛ جب مانگو تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد چاہو تو اللہ ہی سے مدد چاہو؛ اور جان لو کہ اگر پوری امت جمع ہو کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائیں تو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے؛ قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔ یہ حدیث جامع ترمذی کے کتاب صفۃ القیامہ میں آئی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ تشریح: یہ حدیث عقیدہ، توکل اور دعا کا جامع درس ہے۔ احفظ اللہ کا مطلب ہے اللہ کے احکام، حدود اور حقوق کی حفاظت کرو یعنی نماز، حلال و حرام اور وعدوں کی پابندی کرو، اس کے نتیجے میں اللہ تمہاری دنیا و آخرت کی حفاظت فرمائے گا؛ یہ تعلق شرط و جزا کا ہے۔ تجدہ تجاہک کا مفہوم یہ ہے کہ اطاعت کی زندگی میں تم اللہ کی مدد و رہنمائی کو ہر موڑ پر اپنے ساتھ پاؤ گے۔ سوال و استعانت کو اللہ کی طرف خاص کرنے کی تعلیم توحید کی اصل روح ہے؛ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیاوی اسباب اختیار نہ کیے جائیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ دل کا اصل سہارا اللہ ہو اور اسباب کو خالق نہیں، ذریعہ سمجھا جائے۔ تقدیر کے ذکر کا مقصد انسان کو نڈر اور بے خوف بنانا ہے کہ نفع و نقصان کی اصل کنجی اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس لیے نہ خوشامد کی ذلت اختیار کرے اور نہ ظالم سے مرعوب ہو۔ قلموں کے اٹھائے جانے اور صحیفوں کے خشک ہونے سے مراد تقدیر کے فیصلوں کا اٹل ہونا ہے۔ یہ حدیث نوجوان طالب علم کے لیے خصوصی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ یہ نصیحت خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نوجوان صحابی کو ان کی کم عمری میں فرمائی تھی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی تربیت کی بنیاد کم عمری ہی سے رکھی جاتی ہے۔

تینوں احادیث کا مشترکہ سبق

ان تینوں احادیث کو ایک ساتھ رکھنے سے جامع ترمذی کے مزاج کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں عقیدہ، اخلاق اور معاشرت تینوں جمع ہیں۔ پہلی حدیث مخلوق سے تعلق درست کرتی ہے، دوسری ایمان اور اخلاق کا تعلق جوڑتی ہے، اور تیسری دل کا تعلق اللہ سے مضبوط کرتی ہے؛ گویا ایک مکمل دینی شخصیت کے تین ستون بن جاتے ہیں: اللہ سے

تعلق، ایمان کی اندرونی تکمیل اور مخلوق سے مہربانی۔ تشریح لکھتے وقت طالب علم کو ہر حدیث میں تین چیزیں الگ الگ واضح کرنی چاہئیں: لفظی مفہوم، حدیث کا مرکزی پیغام اور اس سے نکلنے والا عملی سبق۔ نیز راوی کی حیثیت، کتاب کا باب اور مصنف کا بیان کردہ درجہ شروع میں لکھنے سے جواب کو وہ تحقیقی رنگ ملتا ہے جو امتحان میں امتیازی نمبروں کا سبب بنتا ہے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ ترجمہ ہمیشہ مفہوم کی امانت کے ساتھ ہو اور تشریح میں اپنی طرف سے حدیث کے الفاظ میں اضافہ نہ کیا جائے؛ تشریح شارح کا کام ہے مگر اسے ہمیشہ اصل متن سے الگ اور واضح رکھنا علمی دیانت ہے۔

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ منتخب شدہ تینوں احادیث جامع ترمذی کے جامع مزاج کی حقیقی نمائندہ ہیں: رحمت کی حدیث معاشرتی اخلاق سکھاتی ہے، حسنِ اخلاق کی حدیث ایمان کی تکمیل کا معیار دیتی ہے اور حضرت ابن عباس والی حدیث توحید، توکل اور تقدیر کی بنیادیں مضبوط کرتی ہے۔ ان احادیث کا ترجمہ و تشریح لکھتے ہوئے ہم نے دیکھا کہ محدث کا کام صرف متن پہنچانا نہیں بلکہ اس کے درجے کی نشاندہی بھی ہے، اور قاری کا کام صرف ترجمہ پڑھنا نہیں بلکہ پیغام کو سمجھ کر زندگی میں اتارنا ہے۔ یہی انداز مطالعۂ مصادرِ حدیث کے اس سوال کا اصل مقصد ہے۔

سوال نمبر 4 (20 نمبر)

سوال: مستدرک حاکم کا تعارف اور امام حاکم کی شخصیت اور علمی مقام بیان کریں۔

تعارف

مستدرک علی الصحیحین امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (321ھ تا 405ھ) کی وہ مشہور تصنیف ہے جو حدیث کی بڑی کتابوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ مستدرک لغت میں اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں مصنف کسی پہلی کتاب یا کتابوں میں رہ جانے والی احادیث کو ان ہی کی شرائط پر جمع کرے، یعنی استدراک کرے۔ امام

حاکم نے اس کتاب میں وہ احادیث جمع کیں جو ان کے نزدیک امام بخاری و امام مسلم کی شرائط پر پوری اترتی تھیں مگر صحیحین میں درج نہیں ہوئی تھیں، اس کے ساتھ ایسی احادیث بھی شامل کیں جو ان کے نزدیک خود صحیح تھیں۔ سوال کے دو حصے ہیں: پہلے مستدرک کا تفصیلی تعارف پیش کیا جائے گا، پھر امام حاکم کی شخصیت اور علمی مقام بیان ہو گا۔ یہ کتاب اور اس کے مصنف دونوں اس لحاظ سے اہم ہیں کہ ان پر محدثین نے بے پناہ اعتماد بھی کیا اور علمی تنقید بھی؛ یہی متوازن جائزہ اس جواب میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کیونکہ علمِ حدیث میں کسی کتاب کی تعریف و تنقید دونوں کو ایمانداری سے بیان کرنا ہی محقق کا کام ہے۔

امام حاکم کی شخصیت: ولادت، تعلیم اور علمی سفر

امام حاکم کا نام محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ ہے، کنیت ابو عبداللہ ہے اور آپ حاکم نیشاپوری کے نام سے مشہور ہیں۔ حاکم کا لقب اس منصب سے بھی جڑا ہے کہ آپ نیشاپور کے قاضی رہے، اور ضبی نسبت بھی آپ سے منسوب ہے۔ آپ کی ولادت 321ھ میں نیشاپور میں ہوئی جو اس دور میں خراسان کا سب سے بڑا علمی شہر تھا۔ آپ کے والد اور چچا اہلِ علم تھے، اس لیے بچپن ہی سے حدیث کی مجالس میں شرکت شروع ہو گئی۔ آپ نے خراسان کے علاوہ عراق، حجاز، شام اور دیگر علاقوں کے دو ہزار کے لگ بھگ شیوخ سے روایت کی، جن میں دارقطنی جیسے اکابر سے بھی آپ کا علمی رابطہ رہا۔ آپ کی شخصیت محدث کے ساتھ مؤرخ بھی تھی؛ آپ کی تاریخ نیشاپور اپنے فن کی اہم کتاب شمار ہوتی ہے، اگرچہ اس کا بڑا حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ آپ کی دیگر تصانیف میں معرفۃ علوم الحدیث علمِ اصولِ حدیث کی سب سے قدیم اور بنیادی کتابوں میں سے ہے جس میں حدیث کے علوم کی پچاس کے لگ بھگ انواع بیان ہوئی ہیں، المدخل، الاکلیل اور فضائل الشافعی بھی آپ کی یادگار ہیں۔ امام حاکم زہد و عبادت، سخاوت اور محدثین کی خدمت میں مشہور تھے، کئی بار قضا کا عہدہ قبول کیا اور انصاف و دیانت میں نام پیدا کیا۔ آپ کا وصال صفر 405ھ میں نیشاپور میں ہوا۔

امام حاکم کا علمی مقام

امام حاکم کو محدثین نے حافظ، ثقہ اور امام فی الحدیث کے القابات سے یاد کیا ہے۔ علمِ رجال، علل حدیث اور تاریخِ راویان میں آپ کی مہارت مسلم تھی، اور یہی وجہ ہے کہ خطیب بغدادی، بیہقی اور دیگر بڑے محدثین نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ کی روایات کو قبول کیا۔ امام بیہقی جیسے عظیم محدث آپ کے شاگرد و خوشہ چیں تھے۔ البتہ علمی

دیانت کا تقاضا ہے کہ اس مقام کے ساتھ وہ تنقید بھی بیان کی جائے جو محدثین نے امام حاکم پر کی ہے، اور وہ ہے تصحیح میں تساہل یعنی بعض احادیث کو صحیح کہنے میں نرمی۔ امام ذہبی نے اسی بنا پر مستدرک کا خلاصہ تلخیص المستدرک مرتب کیا اور جگہ جگہ امام حاکم کے حکم سے اختلاف کیا؛ بعض دیگر نقاد نے بھی بعض مقامات پر آپ کے احکام کو محلِ نظر قرار دیا۔ اس تنقید کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ امام حاکم غیر ثقہ تھے؛ محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ خود ثقہ و عادل تھے، تنقید ان کے بعض اجتہادی احکام پر ہے، جیسے بڑے ائمہ کے اجتہادات پر علمی اختلاف ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ پس امام حاکم کا منصبی مقام یہ ہے کہ وہ چوتھی صدی ہجری کے صفِ اول کے حفاظ و مصنفین میں سے ہیں، اصولِ حدیث کے بنیادی مصنف ہیں، اور ان کی کتابیں آج تک علمِ حدیث کا ناقابلِ فراموش سرمایہ ہیں۔ البتہ ان کے احکام پر حتمی اعتماد سے پہلے بعد کے نقاد کی آراء دیکھنا محقق کی ذمہ داری ہے۔

مستدرک کا تعارف: مقصد، ترتیب اور حجم

مستدرک علی الصحیحین کا مقصد نام ہی سے واضح ہے: ایسی صحیح احادیث کو جمع کرنا جو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہوں مگر کسی وجہ سے صحیحین میں شامل نہ ہو سکی ہوں۔ اس کی وجہ یہ سمجھنی چاہیے کہ ائمہ نے اپنی کتابوں میں تمام صحیح احادیث جمع کرنے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا تھا؛ امام بخاری و مسلم نے اپنے انتخاب کے مطابق ایک حصہ لیا تھا اور صحیح احادیث کا بڑا ذخیرہ ان کے باہر باقی تھا، اسی خلا کو پر کرنے کے لیے امام حاکم نے یہ کام اٹھایا۔ کتاب کی ترتیب صحیحین کی طرز پر فقہی و موضوعاتی ابواب کے مطابق ہے: ایمان و علم سے شروع ہو کر طہارت، صلاۃ، جنائز، زکاۃ، صوم، حج، بیوع، حدود، تفسیر، سیر و مغازی، مناقب اور فتن و اہوال تک موضوعات پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر حدیث کے بعد امام حاکم اپنا حکم درج کرتے ہیں، مثلاً یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے مگر انہوں نے اسے روایت نہیں کیا، یا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ کتاب کے ابواب کی بڑی تعداد اور احادیث کا حجم بھی بڑا ہے؛ عام شمار میں اس کی احادیث آٹھ ہزار آٹھ سو کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہیں، البتہ ایڈیشن و گنتی کے فرق کو یہاں بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔ امام ذہبی کی تلخیص نے اس کتاب کے استعمال کو نہایت آسان بنا دیا ہے کیونکہ قاری کو ہر مقام پر دوسرے بڑے ناقد کی رائے بھی ساتھ مل جاتی ہے۔

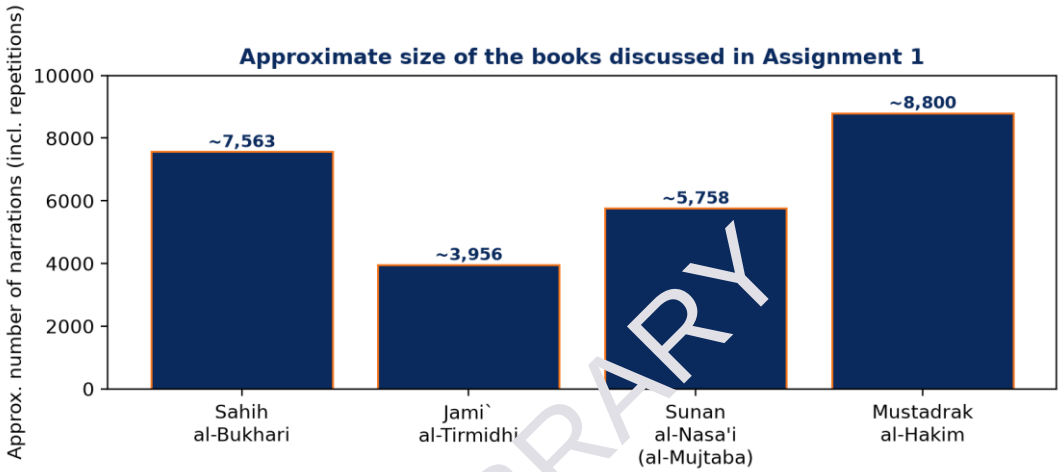

خاکہ 2: مشق نمبر 1 میں زیرِ بحث کتبِ حدیث کی احادیث کی تقریبی تعداد کا موازنہ (ایڈیشن کے فرق کے ساتھ) — خاکے کے نام تکنیکی ضرورت کے تحت انگریزی رسم الخط میں ہیں

مستدرک کی خصوصیات اور اس پر علمی بحث

مستدرک کی چند نمایاں خصوصیات یہ ہیں: اول یہ کہ اس میں صحیحین سے باہر کی بہت سی قیمتی احادیث محفوظ ہو گئی ہیں جن میں سے اکثر بڑا حصہ واقعی شرائط کے مطابق یا کم از کم حسن درجے کا ہے اور بعد کے محدثین نے اس سے خوب استفادہ کیا ہے۔ دوم یہ کہ امام حاکم ہر حدیث پر اپنا حکم لکھتے ہیں، جس سے قاری کو بحث کی بنیاد فوری مل جاتی ہے۔ سوم یہ کہ کتاب میں تاریخی، سیرت اور مناقب کا مواد خاصا وسیع ہے جو دیگر موضوعات کے محققین کے لیے بھی کارآمد ہے۔ چہارم یہ کہ امام ذہبی کی تلخیص ساتھ ہونے کی وجہ سے یہ کتاب تعریف و تنقید کے دونوں رخوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جو تحقیقی تربیت کے لیے بہت مفید ہے۔ اس کے مقابلے میں علمی بحث یہ ہے کہ کتاب میں بعض ضعیف بلکہ بعض ایسی روایات بھی آ گئی ہیں جن پر نقاد نے شدید کلام کیا ہے، اور امام حاکم کے اس اجتہاد کی وجہ ان کی وسعتِ مطالعہ، عجلت یا شرط کی تعیین میں اختلافِ نظر بیان کی جاتی ہے۔ اسی بنا پر علماء کا اصول ہے کہ مستدرک کی کسی حدیث کو صرف امام حاکم کے صحیح کہنے کی بنیاد پر حتمی صحیح نہ کہا جائے، بلکہ تلخیص اور دیگر نقاد کی آراء دیکھ کر درجہ متعین کیا جائے۔ یہ اصول خود علمِ حدیث کی خوبصورتی ہے کہ یہاں شخصیت کی عظمت دلیل کی جگہ نہیں لیتی؛ ہر حکم دلیل کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ امام حاکم نیشاپوری چوتھی صدی کے جلیل القدر حافظ، مؤرخ اور اصولِ حدیث کے اولین مصنف تھے جن کی شخصیت علم، قضا، زہد اور تصنیف کا مجموعہ تھی، اور مستدرک علی الصحیحین ان کی وہ عظیم کوشش ہے جس میں صحیحین کی شرائط پر پوری اترنے والی باہر رہ جانے والی احادیث کو جمع کیا گیا۔ کتاب کی قدر و قیمت مسلم ہے، ساتھ ہی تصحیح میں تساہل کی علمی تنقید بھی اس کے مطالعے کا حصہ ہے، اسی لیے اس کتاب کو امام ذہبی کی تلخیص کے ساتھ پڑھنا مستحسن ہے۔ مصادرِ حدیث کے طالب علم کے لیے یہ کتاب اس اصول کی بہترین مثال ہے کہ عظمتِ مصنف اور صحتِ روایت دو الگ مباحث ہیں، اور دونوں میں انصاف ہی تحقیق ہے۔

سوال نمبر 5 (20 نمبر)

سوال: سنن نسائی کی کوئی سی تین احادیث اور ان کا ترجمہ و تشریح لکھیں۔

تعارف

اس سوال میں سنن نسائی سے کوئی سی تین احادیث ان کے ترجمے و تشریح کے ساتھ لکھنے کا تقاضا ہے۔ سنن نسائی سے مراد عام طور پر المجتبیٰ ہے جو امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ (215ھ تا 303ھ) کی مشہور کتاب اور صحاحِ ستہ کا حصہ ہے؛ اس کی بڑی صورت السنن الکبریٰ کہلاتی ہے، اور نساء خراسان کا مشہور شہر ہے جس کی طرف امام کی نسبت ہے۔ امام نسائی اسناد کی تنقید، راویوں کی باریک جانچ اور علل کی پہچان میں اپنے عہد کے ممتاز ترین ائمہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان کی کتاب کو اکثر محدثین نے صحاحِ ستہ میں سب سے کم ضعیف روایات والی کتابوں میں شمار کیا ہے۔ اس جواب کے لیے تین ایسی احادیث منتخب کی گئی ہیں جو باقاعدہ سنن نسائی میں موجود ہیں: پہلی نیت کی مشہور حدیث کتاب الطہارۃ سے، دوسری مسواک کی فضیلت میں طہارت ہی کے باب سے، اور تیسری اسلام کی بنیادوں والی حدیث کتاب الایمان سے۔ ہر حدیث کا ترجمہ و تشریح پچھلے سوال کی طرح متن، مقام اور مفصل سمجھ بوجھ کے ساتھ پیش کیا جائے گا تاکہ جواب تحقیقی اور تدریسی دونوں معیارات پر پورا اترے۔

پہلی حدیث: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

متنِ حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی؛ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہے، اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہو کہ اسے حاصل کرے یا کسی عورت کے لیے ہو کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ یہ حدیث سنن نسائی کے کتاب الطہارۃ میں آئی ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم سمیت حدیث کی تقریباً سب بڑی کتابوں میں موجود ہے۔ تشریح: یہ حدیث دین کے عظیم ترین اصولوں میں سے ہے؛ بعض علماء نے اسے دین کا ایک تہائی یا نصف قرار دیا ہے کیونکہ عبادات کی قبولیت اور اعمال کی قدر و قیمت کا فیصلہ اسی سے ہوتا ہے۔ نیت دل کے اس ارادے کو کہتے ہیں جس سے عمل کا مقصد متعین ہوتا ہے، اور یہی نیت ایک ظاہری طور پر یکساں عمل کو دو مختلف نتائج دیتی ہے: ایک نماز اللہ کے لیے عبادت بن جاتی ہے اور دوسری دکھاوے کی وجہ سے وبال بن جاتی ہے، ایک ہجرت اطاعت ہوتی ہے اور دوسری محض نقل مکانی۔ محدثین نے اس حدیث کو طہارت کے باب میں لا کر یہ اشارہ بھی دیا ہے کہ وضو و غسل جیسی ظاہری صفائی والی عبادات بھی نیت کے بغیر عبادت نہیں بنتیں۔ طالب علم کے لیے اس حدیث کا سبق یہ ہے کہ پڑھائی، تدریس اور ہر دینی و دنیاوی جائز کام کی نیت درست کر لی جائے تو عادتیں بھی عبادت بن جاتی ہیں، اور اخلاص کے بغیر بڑے بڑے کام بھی وزن نہیں رکھتے۔ علماء نے اسی بنیاد پر اس حدیث کو بکثرت کتب کے آغاز میں رکھا تاکہ قاری اور مصنف دونوں پہلے اپنی نیت ٹھیک کر لیں۔

دوسری حدیث: مسواک منہ کی صفائی اور رب کی رضا ہے

متنِ حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کی صفائی کا ذریعہ اور رب کی رضامندی کا سبب ہے۔ یہ حدیث سنن نسائی کے کتاب الطہارۃ کے آغاز میں آئی ہے اور امام نسائی نے اس باب سے اس مضمون کا آغاز کیا ہے۔ ترجمہ متن کے ساتھ ہی واضح ہے۔ تشریح: اس حدیث میں مسواک کی دو خصوصیات بیان ہوئی ہیں، ایک ظاہری و طبعی اور دوسری دینی و روحانی۔ ظاہری فائدہ یہ ہے کہ مسواک منہ کی بدبو دور کرتی ہے، دانتوں کو صاف رکھتی ہے اور

گفتگو و تلاوت کے لیے منہ کو خوشگوار بناتی ہے؛ دینی پہلو یہ ہے کہ یہی سادہ سا عمل اللہ کی رضا کا ذریعہ قرار پایا کیونکہ نماز، تلاوت اور ذکر جیسی عبادات کے لیے پاکیزگی کو پسند کیا گیا ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس حدیث کی عملی تشریح ہے: آپ گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے، نمازوں اور وضو کے ساتھ مسواک کا اہتمام فرماتے اور رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو بھی مسواک کرتے۔ اس حدیث سے اصول ملتا ہے کہ شریعت ظاہری پاکیزگی اور باطنی مقصد کو جدا نہیں کرتی، چھوٹا سا عمل بھی نیت و سنت کی نسبت سے بڑا بن جاتا ہے۔ مسواک کی افضلیت پر بعض روایات میں تفصیلات زیادہ بھی آئی ہیں مگر طالب علم کو اصل ثابت شدہ مفہوم پر اکتفا کرنا چاہیے اور عددی فضائل بیان کرتے وقت مستند ماخذ کی تصدیق کر لینی چاہیے۔ جدید دنیا کے صفائی کے وسائل نیت و مقصد کے لحاظ سے صفائی کی تکمیل کر سکتے ہیں، مگر مسواک کی مسنون فضیلت اپنے مقام پر برقرار ہے؛ اس تعادل کو سمجھنا تشریح کا حصہ ہے۔

تیسری حدیث: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

متنِ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ یہ حدیث سنن نسائی کے کتاب الایمان میں آئی ہے اور یہی مضمون صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی ثابت ہے۔ ترجمہ متن کے ساتھ درج ہے۔ تشریح: بنی کا لفظ عمارت کی بنیاد کے لیے استعمال ہوا ہے، یعنی اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے پانچ ستون یہ ارکان ہیں؛ جو ستون گرے گا عمارت کو اسی قدر نقصان پہنچے گا۔ شہادتین اس عمارت کا داخلہ بھی ہے اور بنیادی ستون بھی، کیونکہ تمام اعمال کی قبولیت کی شرط یہی اقرار و تصدیق ہے۔ نماز دین کا ستون کہلائی گئی ہے جو بندے کا اللہ سے روزانہ کا تعلق جوڑتی ہے، زکاۃ مالی عبادت ہے جو مال کی پاکیزگی اور معاشرے کے کمزور طبقے سے ربط پیدا کرتی ہے، حج عالمگیر اجتماعیت اور اطاعت کی جامع تربیت ہے، اور روزہ نفس کی تربیت و تقویٰ کا سالانہ درس ہے۔ تشریح میں یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ ان پانچ کو بنیاد کہنا اس کا مطلب نہیں کہ دین انہی میں ختم ہے، بلکہ یہ وہ جڑیں ہیں جن پر اخلاق، معاملات اور حقوق العباد کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے؛ جو شخص بنیاد مضبوط کر کے عمارت کے باقی حصے یعنی معاملات و اخلاق چھوڑ دے وہ تصویر کو ادھورا سمجھتا ہے۔ یہ حدیث کم الفاظ میں پورے دین کا خاکہ پیش کرتی ہے، اسی لیے ائمہ نے اسے اساسی احادیث میں شمار کیا ہے اور درسی کتب میں اسے نمایاں جگہ دی ہے۔

تینوں احادیث کا جامع جائزہ اور سنن نسائی کی خصوصیت

ان تینوں احادیث کو سامنے رکھنے سے سنن نسائی کی دو بڑی خصوصیات بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ امام نسائی عبادات و طہارت کے مسائل میں اسناد کو نہایت تنقیدی نظر سے لاتے ہیں، اور نیت و مسواک جیسی احادیث کو صحیح بخاری و مسلم سے ہم آہنگ معتبر اسناد سے پیش کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے ابواب میں بھی ان کا معیار کم نہیں ہوتا۔ دوم یہ کہ ان کی کتاب میں حدیث کا درجہ عموماً بلند ہے اور راویوں پر ان کی کتاب الضعفاء والمتروکین اپنے فن میں اہم مقام رکھتی ہے، اس لیے ان کی منتخب کردہ بنیادی احادیث پر اہلِ علم کا اعتماد اور بھی مضبوط ہے۔ تشریح لکھنے کے آداب بھی انہی احادیث سے سمجھ لینے چاہئیں: پہلے راوی و ماخذ کی نشاندہی، پھر ترجمہ، پھر مشکل الفاظ کی وضاحت، پھر مرکزی پیغام اور آخر میں عملی سبق۔ اس ترتیب سے جواب نہ صرف امتحانی تقاضا پورا کرتا ہے بلکہ قاری کے لیے علمی طور پر قابلِ اعتماد بھی رہتا ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ فضائل و ترغیب کے ابواب میں بعض شراح نے وسعت سے کام لیا ہے، مگر محقق طالب علم کو متن کی سبت اور اس کے ثبوت کی حد کو ہمیشہ واضح رکھنا چاہیے، یہی اس کورس کے مطالعے کا اصل ثمرہ ہے۔

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ سنن نسائی سے منتخب تینوں احادیث دین کے تین بڑے مراکز کو روشن کرتی ہیں: نیت کی حدیث عمل کی روح بتاتی ہے، مسواک کی حدیث طہارت و پاکیزگی کو رضائے الٰہی سے جوڑتی ہے، اور اسلام کی بنیادوں والی حدیث پورے نظامِ دین کا ستونی خاکہ پیش کرتی ہے۔ ہر حدیث کا ترجمہ و تشریح اس کی سند و مقام کی نشاندہی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے تاکہ طالب علم مصادرِ حدیث کے مطالعے کا درست اسلوب سیکھ سکے۔ امام نسائی کی تنقیدی بصیرت اور ان کی کتاب کا بلند معیار ان انتخابوں سے بخوبی نمایاں ہوتا ہے۔

Page 23 of 23 - AIOU LIBRARY (100% Quality Academic Reference) WhatsApp Orders: +92 324 5836626